

Kash Woh na Milti Teen Auratien Teen Kahaniyan

[ان دنوں منیب ایک جوشیلا نوجوان تھا۔ یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے کہ دل مصلحتوں کے سامنے نہیں جھکتا۔ ایک دن انہوں نے منیب کو پاس بٹھایا اور کہا کہ بیٹے میری بات غور سے سنو۔ مجھے تمہاری خوشی عزیز ہے لیکن ایک بات مان لو۔ جب تک تم انجینئر بن کر نہ دکھائو گے... نازو کی ماں تمہیں اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دے گی۔ اس کی بس یہی شرط ہے اور تم نے ایف ایس سی کے بعد آگے پڑھنے 'n' کی بجائے شادی کی رٹ لگا دی ہے۔ اب اگر نازو کا رشتہ لینا ہے تو پڑھنا ہوگا اور اچھے نمبر لانے ہوں گے۔ تیہی انجینئرنگ میں داخلہ مل سکے گا۔ منیب نے کہا کہ میں ضرور نوراں چاچی کی اس شرط کو پورا کر کے دکھائوں گا۔ وعدہ کرتا ہوں۔ 'n' اس نے سخت محنت کی اور اپنا وعدہ پورا کر کے دکھایا۔ اُسے انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔ جس دن وہ اسلام آباد جا رہا تھا نازو ہی نہیں میں بھی رو رہی تھی، کیونکہ ہم دونوں کو یقین تھا کہ شاید ہی منیب کو وہ خوشی مل سکے جس کی خاطر دن رات محنت کر کے وہ منزل کی طرف گامزن ہو رہا تھا۔ 'n' جب چھٹیوں میں گھر آتا تو میری معرفت اس کی نازو سے فون پر مختصر بات ہو جاتی، تب وہ ایک نیا ولولہ... ایک نئی امید اور جوش لے کر واپس لوٹ جاتا تھا اور زیادہ لگن سے اپنا مستقبل بنانے کے لئے محنت کرتا۔ 'n' اس کی تعلیم کا آخری سال تھا جب اسے خط ملا کہ اچانک ایک حادثے میں نازو کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ صدمہ منیب کے لئے بہت سخت تھا لیکن وہ کیا کر سکتا تھا کہ ایسا قدرت کی طرف سے تھا۔ یہ دکھ انسانوں نے نہیں دیا تھا، چونکہ تعلیم کا آخری سال تھا لہذا اب چچا خود اسلام آباد چلے گئے اُسے تسلی دینے کے لئے کہ یہاں رہ کر تعلیم مکمل کر لو اور اب پرچے دے کر بی گھر آنا۔ 'n' کچھ تو میرے خاوند اور کچھ چچا اور منیب کے دوستوں نے سہارا دیا۔ ہمت بندھائی تو وہ بڑی مشکل سے تعلیم کا یہ آخری سیشن مکمل کر پایا۔ 'n' اس کے بعد اپنے شہر میں اس کا دل نہ لگا۔ چچا نے کوشش کر کے اس کو بیرون ملک بھجوا دیا۔ اگرچہ وہاں بھی نازو کا دکھ گھن کی طرح کہاتا تھا مگر اب ہمت کئے بنا چارہ نہ تھا۔ منیب نے اعلیٰ تعلیم کے لئے مزید محنت کی اور پھر کینیڈا میں ایک اچھی نوکری حاصل کر لی اور وہیں کا ہو کر رہ گیا۔ 'n' کچھ عرصے کی تنہائی کے بعد ایک اچھی لڑکی ملی تو اپنے دل کے گھائو پر مرہم رکھتے ہوئے اس نے اس لڑکی سے شادی کر لی۔ 'n' کافی عرصہ گزر گیا ایک دن خیال آیا کہ وطن جانا چاہئے، والدین کو جدائی کا دکھ دے کر اچھا نہیں کیا۔ یہ سوچ آتے ہی منیب نے رخت سفر باندھا اور گھر آ گیا۔ اُسے دیکھ کر سب خوش ہو گئے۔ وہ بھی بہت تپاک سے ملا۔ واپس جانے کے دن قریب آئے تو شاپنگ کی غرض سے ایک روز صدر جانا ہوا۔ 'n' ایک دکان میں اُسے نازو دکھائی دے گئی۔ وہ ششدر رہ گیا۔ منیب کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا، جیسے کوئی بیٹا لمحہ خواب بن کر آ گیا ہو۔ جاگتی آنکھوں کا خواب وہ سوکھ کر کانٹا ہو رہی تھی۔ پہلی نظر میں کوئی اُسے پہچان نہیں سکتا تھا، لیکن اس نے پہچان لیا، مگر یہ کیسے نازو ہو سکتی ہے، جبکہ وہ تو مر چکی ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر سوال کیا... کیا تم نازو ہو؟ 'n' ہاں میں نازو ہوں۔ مگر تم تو مر چکی تھیں... میرے والدین اور تمہاری ماں نے یہی بتایا تھا۔ 'n' انہوں نے جھوٹ کہا تھا۔ صرف مجھے اور تمہیں جدا کرنے کے لئے۔ تمہارے والدین نہیں چاہتے تھے کہ وہ مجھے بہو بنائیں اور والدہ ان کے احسانوں کے بوجہ تلے دی ہوئی تھیں۔ وہ ان کے حکم کے آگے سر نہ اٹھا سکتی تھیں۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ کر میری ماں سے منت سماجت کی تھی کہ وہ ایسا ہی کہیں گی۔ تمہیں اپنے شہر سے دور پڑھنے کے لیے اسی لئے بھیج دیا گیا تھا اور مجھے والدہ اپنے ساتھ لے کر لاہور آگئیں، جہاں تمہارے والد نے اپنے دور کے ایک غریب رشتے دار سے میری شادی کرا دی۔ میں وہاں جیتے جی مر گئی اور تمہیں کہہ دیا گیا کہ میں مر چکی ہوں، تو ہاں میں مر ہی چکی ہوں۔ میں کب زندہ رہی ہوں۔ کیا تمہیں زندہ لگ رہی ہوں۔ 'n' نازو کی بات سن کر منیب کو بہت دکھ ہوا۔ گھر آ کر اس نے کسی سے کلام نہیں کیا۔ صرف مجھے اپنے دل کا دکھ بتا کر واپس کینیڈا لوٹ گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آیا، کیونکہ اس کے اپنوں نے جن پر وہ اعتماد اور اعتبار کرتا تھا اس کے اعتبار کا شیشہ چکناچور کر دیا تھا۔ جس روز بازار میں اُسے نازو ملی تھی، وہ واقعی زندہ نہیں مردہ نظر آ رہی تھی اور اس سے ملنے کے بعد منیب کے دل میں بھی اپنوں کی محبت نے دم توڑ دیا۔ اے کاش وہ منیب کو نہ ملتی۔ (ف... ملتان)]